Translation [redacted] Rida Fatima

Semester 06

حكاية 1

حكي أن كلباً كان يعبر نهراً. و في فمه عظمٌ. فبينما هو سابحٌ، إذ رأى ظِلَّه في الماء فظنَّه كلباً آخر بعظمٍ في فمه. ففتح فاه و قصد إليه لينهشَ عن فمه ذلك العظمَ الموهوم. فسقط العظمُ الموجودُ عن فمه. فندم غاية الندامةِ اذ فقد الموجود بطمع الموهوم. نعم ما قيل: الحريصُ محرومٌ.

حكاية 2

خرج شخص بصُرّة دراهم الي السوق ليشتري حِمارا. فاستقبله رجلٌ في الطريق. و قال له الى أين؟ قال إلى السوق لاشتري حماراً. قال: قُلْ إن شاء الله تعالى. فقال ليس هذا موضِعَ إن شاء الله، الدِرْهَمُ في جيبي، و الحمار في السوق. فلما وصل الى السوق، ضرب على جيبه لِصٌّ. فأخذه الصُّرة. فلما رجع الى داره استقبله ذلك الرجلُ. فقال له من أين؟ قال من السوق إن شاء الله، و سرقت دراهمي إن شاء الله، و لم اشترِ الحمار إن شاء الله، و ها أنا مفلسٌ إن شاء الله.

حكاية 3

حكي أنَّ بعض الظُرَفاءِ كان يستعمل الشراب سراً. وكان عليه حَجْرٌ من ابيه. فبلغه عن والده انَّه يَتْبعه فاتفق انه لقيه يوماً و معه نبيذٌ خمرٍ. فقال له: ما هذا؟ فقال: لبنٌ. قال ويحكَ! اللبنُ ابيض، و هذا أحمرُ. قال: صدقتَ هو أبيض و لكنه رآك فخجل و استحى فاحمَرَّ، و لعن الله مَنْ لا يستحي. فخجل أبوه و تركه.

حكاية 4

ركب المعتصم الى خاقان يعوده و كان عنده اذ ذاك ابنه الفتحُ و هو صبيٌّ. فقال له خليفة المعتصم: يا فتح! أيهما احسن دار امير المؤمنين ام دار أبيك؟ فقال: دار أبي خيرٌ من دار امير المؤمنين ما دامَ الاميرُ المؤمنين فيها. فإذا رجع الى داره داره خيرٌ من دار أبي. فأعجب المعتصم هذا الكلام، ثم اظهرالمعتصم له فصاً في يده، و قال يا فتح! ~~هل رأيت احسن من هذا الفص؟~~ قال: نعم الفصُّ هو ما دام في يد الامير. فسُرَّ الخليفة بظرافته.

حكاية 5

حكي أنه قدم رجلٌ اعرابيٌّ الى المدينة تاجراً ببَزٍ كان معه فباعَهُ كُلَّهُ الا الخِمارات السودِ. فلم يَبِعْ منها شيئاً لِكَسادها. فعزم على ردها لبلده. فقال له عبدالله ابن جندبٍ ماذا عليك لي إن نفقتُها لك. قال جميع الربحِ. قال لكن اَقنعُ منك بنصفه. قال: نعم. فذهب ابن جندبٍ الى بيته و نظم أبياتاً

قل للمليحة في الخمار الأسودِ

ماذا فعلتِ بعابدٍ متزهدٍ

قد كان شمّر للعبادة ذيلَه

حتى وقفتِ له بباب المسجدِ

رُدي عليه صلاتَه و صيامه

لا تقتُليه بحقِ آل محمدٍ

ثُمَّ صنع لها لحناً و غنّاها. حكى الراوي فلم تبق في المدينة امرأةٌ الاَّ اشترت خماراً اسودَ حتى طُلب الخمارُ بزنته ذَهباً. فلم يوجدُ.

فربحَ التّاجرُ ربحاً وافراً. وَ وَفى له بما شرط.

حكاية 6

قال حسن بصري، قال اضجعتُ شاةً لاذبحها. فمرَّ بي أبي أيوب السجستاني. فالقيتُ الشفرة. و قُمتُ لاتحدث معه و كنّا نرمق الشاة. فذهبتُ الى جانبِ حائطٍ و حفرتُ حفرةً و اخذتُ الشفرةَ و القيتها فيها و ردَّتِ التُّراب عليها. فقال لي أبو أيوبَ اما ترى فتعجّبنا غاية العجب. ثم آليتُ نفسي ان لا أذبحَ حيواناً بعد ذلك.

حكاية 7

قيل لِذي النّون المصريّ ما سبب انقطاعك عن الخلقِ و الرّجوعِ الى الله تعالى؟ فقال خرجتُ مِن مصرَ مسافراً الى بعضِ القرى. فنِمتُ في بعض الطريق في الصحراء. و اذا أنا بِقُنبرةٍ عمياء وقعت من وكرها. فانشقتِ الأرضُ و خرج منها سكرّجتان. احدهما من فضةٍ و الأخرى من ذهبٍ. و في احدهما سمسمٌ و في الأخرى ماءٌ. فجعلت تأكلُ من السمسمِ و تشربُ من الماءِ. فمن ذلك اليوم انقطعتُ عن الخلقِ و لزمتُ بابَ الخالقِ الرّازقِ.

حكاية 8

حكي أنَّ طارفا الصّادقِ انّما سميَ صادقاً لِمَا وقع له لـمّا وقع في بئرٍ معطّلةٍ فمرّ عليها نفرٌ من الحاجّ. فقالوا نسدُّ رأسها لئلّا يقع فيها احدٌ. فقلتُ في نفسي إن كنتَ صادقاً فاسكتْ فسكتُّ. فسدّوها و انصرفوا. فاظلمتْ ظلاماً شديداً. و اذا بسراجين عندي فصرتُ انظرُ بنورِهما و اذا ثعبانٌ عظيمٌ مُقبلٌ اليَّ. فقلتُ في نفسي اذن يظهرُ الصّادقُ من الكاذبِ. فلمّا وصل اليَّ. ظننتُ أنّه يأكلني. فصعد نحو البئرِ. ثم جعل ذنبه في عُنُقي و تحت رجلي. و حملني كالولد. و رفع كلّ ما على رأسِ البئرِ و حملني الى الأرضِ ثم ذهب عنّي. فسمعتُ هاتفاً لا أراه يقولُ هذا من لطفِ ربكَ إذ نجّاكَ من عدوّكَ بعدوّكَ. فسمّي صادقاً.

حكاية 9

اشترى شقيق البلخيُّ بُطيخةً لإمرأته فوجدتها غيرَ طيبةٍ فغضبتْ. فقال لها على من تغضبين على البائع أو على المشترى أو على الزارعِ أو على الخالق، فأمّا البائع فلَوْ قدَر لَباعَ أطيب شيءٍ يُرغب فيه، و أمّا المشتري فإن كان في قدرته لاشترى أحسن الأشياء، و أمّا الزارع فلَوْ كان في يده لانبتَ أحسن ما يكون، فلم يبق غضبكِ الّا على الخالقِ، فاتقى الله و ارضى بقضائه. فبكتْ، و تابتْ و رضيتْ بما قضى اللهُ تعالى لها.

حكاية 10

قال لقمان الحكيم: جمعتُ من المواعظ و الحكم نحو أربع مائةِ حديثٍ ثمّ نظرتُ فيها، فاخترتُ فيها أربعاً، الإثنان منها يجبُ للمرءِ أن يتذكرهما دائماً على كل حالٍ و هو: تذكرة الموتِ الّذي ليس منه فوتٌ، تذكرة آلاء الربِّ المنان التي واصلةٌ إلينا في كل حين و آنٍ لكي يقدر بالأوّلِ على ردع الاماني و الآمال و الوساوس و الخيال المحال من البال. و بالثاني يواظب على آداء الشكر لله المنعم المتعال. و الاثنان الباقيان ينبغي أن ينساهما المرء عن خاطر و هو الخير الذي وصل منه إلى الغيرِ لكي يتخلص به من العُجبِ، و الضير الذي وصل إليه من الغير لكي ينجو من الحقد و العناد.

فائدہ

(1)

ریل اور ہوائی جہاز موجودہ زمانے کی ایجادات سے ہیں۔ ریل گاڑی اس کی افادیت بہت زیادہ ہے۔ در حقیقت ملکی تجارت، اس کا دارومدار تو اسی پر ہے۔ ریل نہ ہو تو تجارت کی گرم بازاری سرد پڑ جائے، اندرون ملک، اس کا سفر زیادہ تر ریل ہی کے ذریعہ ہے، اس میں شک نہیں کہ سفر، اس کی ریل کی وجہ سے جاتی رہیں۔ پہلے لوگ بیل گاڑیوں اور چھکڑوں پر سفر کرتے تھے، اور ایک شہر سے دوسرے شہر جانے میں کئی کئی دن اور ہفتوں لگتے تھے، اور سفر، اس کی مشقت مستزاد تھی مگر ریل گاڑی، اس کی ایجاد نے سفر کو آسان کر دیا۔ ریل، اس کی رفتار بہت تیز ہے، اس لیے لوگ اب کم وقت میں آسانی کے ساتھ سفر کرنے لگے۔

(2)

ان کی اردو زبان ایک ترقی یافتہ زبان ہے۔ ہندوستان کا ہر پڑھا لکھا اور ان پڑھ فرد اس کو بولتا اور سمجھتا ہے۔ رہے اس کے علمی اور سیاسی مصطلحات تو ان کے سمجھنے والوں کی تعداد بھی کچھ کم نہیں، مگر آج وطن کی سیکولر (لادینی) حکومت اسے دیس نکالا دے رہی ہے۔ بعض لوگ اس کا جرم یہ بتاتے ہیں کہ یہ مسلمانوں کی قومی زبان ہے، کیونکہ اس میں بہت سے عربی و فارسی کے الفاظ پائے جاتے ہیں، اس کا فارسی رسم خط ہندی کے سنسکرت رسم خط سے میل نہیں کھاتا، اور یہ کہ اس سے مسلمانوں کی اسلامی ثقافت کی بو آتی ہے جو ہندوستان کی قدیم تہذیب کی ضد ہے اور اس کی سیکولر حکومت کے منافی ہے۔

(3)

ایک پڑوسی تھا جو کسی کارخانہ میں کام کرتا تھا، ایک مرتبہ وہ ایسا بیمار ہوا کہ اس کے گھر والے پریشان ہو گئے اور اس کی موت کا اندیشہ کرنے لگے، میں اس کی عیادت کے لیے گیا، میں نے دیکھا کہ وہ ایک ایسے تنگ و تاریک کمرہ میں ہے جہاں ہوا اور روشنی نہیں آتی تھی، میں نے اس کے گھر والوں سے کہا کہ اسے کسی ایسے ہسپتال میں داخل کر دیں جہاں مناسب دیکھ بھال ہو سکے۔

(4)

دوسرے دن ہم صبح دہلی پہنچے، دہلی میں ہمارا قیام ایک ہفتہ رہا، وہاں ہم نے آثار قدیمہ اور تاریخی مقامات کی خوب سیر کی، ایک روز ہم قطب مینار بھی گئے، قطب مینار قطب الدین وہاں سے کافی دور تھا۔ ہم نے ایک پوری بس کرایہ پر لے لی، عصر سے پہلے ہم لوگ بس پر سوار ہوئے اور وہ ہم کو لے کر آہستہ آہستہ قطب مینار کی طرف چلی۔ ہم دائیں بائیں دیکھتے جاتے تھے اور ہر چیز کے متعلق اپنے استاد سے سوال کرتے جاتے تھے، چند منٹ کے بعد ہم مقبرہ ہمایوں پہنچ گئے، مقبرہ کے سامنے ہماری بس رکی اور ہم سب اتر گئے، تھوڑی دیر ہم اس میں گھومتے رہے، اندر باہر سے اسے دیکھا، اور پھر اپنی سیٹوں پر آکر بیٹھ گئے۔

(5)

بچے صبح سویرے اٹھتے ہیں، ضروریات سے جلد جلد فارغ ہوتے ہیں کہ کہیں جماعت نہ فوت ہو جائے، نماز سے فارغ ہو کر قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں، پھر چہل قدمی کرتے ہوئے کھیتوں اور باغات کی طرف نکل جاتے ہیں، گھر لوٹ کر کچھ تازہ ناشتہ کرتے ہیں، پھر خوش خوش ہشاش بشاش مدرسہ کی طرف پیدل یا سوار چل دیتے ہیں۔

(6)

عید تھی، شام کو ٹہلتا ہوا میں بازار کی طرف نکلا، چھوٹے بچوں کو دیکھا، زرق برق لباس پہنے ادھر سے ادھر دوڑ رہے ہیں اور خوشی سے پھولے نہیں سماتے، ایک بچہ کو دیکھا، سب سے الگ تھلگ ایک دیوار سے لگا کھڑا ہے، اس پر حزن و ملال اور کبیدگی کے آثار نمایاں تھے، میں اس کی طرف یہ کہتے ہوئے بڑھا: "بھئی تم اس طرح اکیلے کیوں کھڑے ہو؟" پھر میں اسے اپنے ساتھ بازار لے گیا، بازار میں وہ میرے ساتھ ننگے پاؤں، ننگے سر چل رہا تھا، مجھے

یہ بات کچھ اچھی نہ لگی میں اسے اپنے ہمراہ گھر لے آیا ہمارے چھوٹے بھائیوں کے ساتھ کچھ دیر وہ کھیلتا رہا، پھر اس نے سلام کیا اور ہم سب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے چلا گیا۔

7) ہم دونوں بھائی ہر روز سائیکل پر سوار ہو کر مدرسہ جایا کرتے تھے۔ ایک روز بارش کی وجہ سے پیدل ہی مدرسہ گئے، شام کو جب مدرسہ ختم ہوا اپنی اپنی کتابیں لیے گھر لوٹے۔ راستہ میں ہم دونوں مختلف موضوع پر باتیں کرتے ہوئے چل رہے تھے، گاؤں کے قریب پہنچے ہی تھے کہ ایک بچھو نے مجھے ڈنک مار دیا۔ میں پاؤں پکڑ کر وہیں بیٹھ گیا، میرا بھائی مجھ سے دو سال چھوٹا تھا، وہ اٹھا نہیں سکتا تھا، بھاگا ہوا گھر آیا، اتنے میں کسی طرف سے میرے ماموں آ گئے اور مجھے اپنے کندھے اٹھا کر گھر لے آئے، دوا لگائی، میں نے لیٹے لیٹے دوا پی، میرے بدن میں ایک کپکپی سی دوڑ رہی تھی، عشاء کے وقت کچھ افاقہ ہوا، مگر پوری رات بستر پر کروٹ بدلتے اور جاگتے ہوئے بسر کی، کسی پہلو چین نہیں تھا، اللہ تم کو اس موذی جانور سے بچائے۔

8) صبح کا کیسا سہانا وقت ہے، صاف اور ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے، ابھی کچھ کچھ اندھیرا ہے، ستارے جھلملا رہے ہیں، کتنے حسین ہیں یہ تارے اور کتنا دلکش ہے اس وقت ان کا منظر۔ اب کچھ دیر بعد اجالا ہو جائے گا، سورج کی روشنی ان سب پر غالب آ جائے گی، آؤ کسی اونچے ٹیلے پر چڑھ کر سورج کے طلوع ہونے کا تماشا دیکھیں، لو دیکھو اب سورج طلوع ہو رہا ہے، اس کی ہلکی اور دھیمی شعاعیں درختوں کی پھنگیوں پر نظر آنے لگیں، کیسا دلچسپ منظر ہے اور ذرا شبنم کے ان قطروں کو دیکھو جیسے بکھرے ہوئے موتی کے دانے ہوں، شعاعیں ان پر کیا پڑیں کہ سچے موتی کی طرح چمکنے لگے، نیلے پیلے، اودے، سرخ، بنفشی رنگوں کی آمیزش سے کس قدر خوب صورت معلوم ہوتے ہیں یہ قطرے کتنی عجیب ہے، قدرت کی کاریگری، فتبارك الله أحسن الخالقين.

9) گرمی کا زمانہ تھا، سخت گرمی پڑ رہی تھی، دوپہر کو ہم گاڑی سے اترے، موٹر ڈرائیور اور تانگہ والے ہڑتال کیے گھروں میں بیٹھے تھے۔ سوچا کہ دوپہر اسٹیشن پر ہی ویٹنگ روم میں گزار دیں، مگر جمعہ کا دن تھا اور اب ہم مسافر بھی نہیں رہے تھے، مزدور تلاش کیا، مگر کوئی مزدور بھی نہیں ملا، آخر کار خود ہی سامان اور بستر لیے ہوئے پیدل قیام گاہ کی طرف چل پڑے، اسٹیشن سے ہماری قیام گاہ چار میل کے فاصلہ پر تھی۔

10) ہم سڑک پر چل رہے تھے اور سامان سے بوجھل ہوئے جا رہے تھے، ایک طرف زمین تپ رہی تھی اور اوپر سے آسمان شرارے برسا رہا تھا، دوسری طرف لوگ اپنی دوکانوں اور برآمدوں میں بیٹھے ہم پر جملے چست کر رہے تھے، وہ ہمیں اس حال میں دیکھتے اور استہزاء کے انداز میں مسکرا دیتے، ہم ان کے استہزاء کی پروا کیے بغیر دھوپ اور گرمی میں اسی طرح چلتے رہے، یہاں تک کہ سامان اور بستر لیے ہوئے پسینہ میں شرابور ایک بجے قیام گاہ پہنچے۔ یہاں ہم نے دروازے کو مقفل پایا، میرے کمرے کے ساتھی مسجد جا چکے تھے۔ بھاگتے ہوئے ہم نے مسجد کا رخ کیا، مسجد اس حال میں پہنچے کہ امام خطبہ دے رہا تھا، اللہ کا شکر ادا کیا کہ محنت اکارت نہ گئی۔